خواتین کمیشن اقوام متحدہ کا اجلاس

ڈاکٹر کوثر فردوس

انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین کو اقوامِ متحدہ کی معاشی اور سماجی کونسلوں اور کمیشن آن سٹیٹس آف ویمن کے اجلاس میں ممبر کی حیثیت سے شرکت کی دعوت ملی۔ انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین، ۶۰ ممالک کی نمایندہ خواتین پر مشتمل تنظیم ہے جو اسلام میں عورت کو دیے گئے حقوق کے حصول کے لیے کوشاں ہے۔ اسی طرح یہ تنظیم دنیا کے مختلف حصوں میں مقیم خواتین کا باہم رابطہ و مشاورت اور ایک مشترکہ پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے۔ مذکورہ اجلاس میں مسلم ویمن یونین کی سربراہ کی حیثیت سے میرے علاوہ سیکرٹری جنرل ڈاکٹر مطاہر عثمان، اپنے ملک سوڈان کی چار خواتین کے ساتھ شامل ہوئیں۔ اس وفد میں انٹرنیشنل اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد سے شگفتہ عمر نے بھی شرکت کی۔

یو این کمیشن آن سٹیٹس ویمن (CSW) کا اجلاس، ۲۷ فروری تا ۹ مارچ ۲۰۱۲ء ہونا قرار پایا۔ اس اجلاس میں گورنمنٹ مشن، ممبر ممالک کی حکومتوں کے اقوام متحدہ میں متعین نمایندوں اور ان حکومتوں کے نمایندوں کے علاوہ این جی اوز کے ایک ایک نمائندے کو اجلاس میں شرکت کی اجازت تھی۔ یہ این جی اوز یو این کی اکنامک اور سوشل کونسل میں رجسٹرڈ ہیں۔ سی ایس ڈبلیو کے اجلاس میں شرکت کے لیے، ہر این جی او کو ایک اور حکومتی نمائندگان کو دو خصوصی اجازت نامے یا پاس مل سکتے تھے۔

اقوام متحدہ کے جنرل اسمبلی ہال میں افتتاحی پروگرام ہوا۔ خصوصی سیشن کا مرکزی عنوان 'دیہی علاقے کی عورت کی ترقی' تھا۔ چار یا پانچ مقررین کے اظہارِ خیال کے بعد، شرکا میں سے تبصرے یا سوال کا موقع بالعموم حکومت کے مشن اور کسی این جی او کے نمایندوں کو دیا جاتا۔

اس اجلاس سے شہناز وزیر علی صاحبہ (پاکستان) نے خطاب کیا۔ یوسف رضا گیلانی (سابق وزیر اعظم پاکستان) کی بیٹی فضہ گیلانی صاحبہ نے اپنا بیان پڑھا۔ پاکستان مشن کے نمایندے نے متعدد مواقع پر پاکستان کے حالات کی عکاسی کرتے ہوئے درست مداخلت کی۔ اس فورم کے شرکا کی اکثریتی راے یہ تھی کہ: ''دیہی عورت کی ترقی کے لیے بنیادی ضرورت اس عورت کی تعلیم ہے۔ اس کو دیہی علاقے میں کیے جانے والے کام کے لیے ہنرمند بنانا ہے، اس کو چھوٹے قرضہ جات کا اجرا کرنا ہے، اس کے لیے آگاہی دینی ہے، اس کے لیے زمین کے مالکانہ حقوق کا حصول یقینی بنانا ضروری ہے۔ دیہی علاقے کی عورت کی صحت کی حفاظت بھی یو این کے طے شدہ ایجنڈے کے مطابق کی جانی چاہیے۔ اور اس کو فیصلہ سازی کے اختیارات میں حصہ ملنا چاہیے۔ یوں وہ مرد کے شانہ بشانہ ترقی کے عمل میں شامل ہوسکتی ہے اور اس طرح صنفی امتیاز کا خاتمہ ہوسکتا ہے''۔ اس مرکزی موضوع سے کشید ہونے والا خیال یہ تھا کہ صنفی امتیاز ختم کرنے کے عمل میں نوجوانوں کو شامل کیا جائے، اور اس کے لیے اقدامات تجویز کیے جائیں اور عورت کو حیثیت دینے کے لیے بجٹ کی تقسیم میں صنف کا لحاظ رکھے جانے، یعنی Gender sensitive budget allocation کا جائزہ اور اقدامات طے کیے جانے چاہییں۔

چرچ بلڈنگ میں ہونے والے ایک پروگرام کا عنوان 'اسلام اور تشدد' تھا۔ یہ امریکا میں مقیم ایرانی مسلمانوں کی ایک این جی او نے ترتیب دیا تھا۔ ایران سے آنے والے وفد کو ویزا نہ ملنے کی بنا پر وہاں سے نمایندگی نہ ہوسکی تھی۔ پروگرام میں ایک دستاویزی فلم دکھائی گئی۔ یہ مسلمان عورت کا حجاب، اسلام میں قانون وراثت کی تفصیلات پر مبنی ایک مؤثر فلم تھی، جس میں موقف پیش کرنے کے لیے آیات اور تصاویر سے مدد لی گئی تھی۔ کمرے میں موجود ۶۰/افراد میں سے نصف مسلمان اور نصف غیر مسلم تھے۔ آخر میں سوال و جواب کا وقفہ ہوا تو ایک غیر مسلم نے کہا کہ: ''کوئی مسلم عورت پارلیمنٹ تک نہیں پہنچ سکی۔ یہ حجاب کی بنا پر ہے اور حجاب دوسروں کو مرعوب کرنے کے لیے ایک طرح کا دباؤ ہے''۔ میں نے اس مرد کے سوال کے جواب میں کہا: ''میں میڈیکل ڈاکٹر، سابقہ ممبر پارلیمنٹ، صدر انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین، یو این اکنامکس و سوشل کونسل ہوں۔ انٹرنیشنل پارلیمنٹری یونین کی مرتب کردہ ترتیب کے مطابق عورتوں کی سب سے زیادہ نمایندگی کے ساتھ روانڈا

پہلے نمبر پر ہے، جب کہ پاکستان ۲۷ویں نمبر پر ہے۔ امریکا و برطانیہ ۵۰ کے لگ بھگ نمبر پر ہیں۔جس یونی ورسٹی کے ساتھ مَیں منسلک ہوں وہاں میڈیکل، ڈینٹل، فزیوتھراپی اور فارمیسی میں ۸۰ فی صد لڑکیاں اور ۲۰ فی صد لڑکے زیرتعلیم و تربیت ہیں۔ یہ تاثر درست نہیں ہے کہ آج مسلم معاشروں میں عورت کو کوئی مقام حاصل نہیں''۔

ایک پروگرام فیملی واچ انٹرنیشنل کی طرف سے اس نصب العین کے تحت کہ: ''دنیا کے مسائل خاندان کے تحفظ کے ساتھ حل کرو' اور جس کا نعرہ یہ تھا: ''بچہ نعمت ہے انتخاب نہیں''۔ اس طرح بچے کی موت، ماں کی نفسیات وصحت کے لیے سانحہ ہے۔ اس کی وضاحت میں دوخواتین نے روتے ہوئے آپ بیتی سنائی کہ ہم اب تک اپنے آپ کو معاف نہیں کر سکتے۔ اس پروگرام میں دو پیپرز پڑھے گئے جن میں یہ بتایا گیا کہ اسقاطِ حمل کرانے سے چھاتی کا سرطان بڑھتا ہے۔ اس پروگرام میں اظہار خیال کرتے ہوئے مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والی اس خاتون کا واقعہ سنایا جو بدکرداری کے نتیجے میں حاملہ ہوچکی تھی اور رضاکارانہ طور پر سزا پانے کے لیے پیش ہوئی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضع حمل کے بعد آنا، وہ آئی تو آپؐ نے اس کو دوبارہ بھیجا کہ: اس بچے کا دودھ چھڑوانے کے بعد آنا۔ وہ بچے کا دودھ چھڑوا کر آئی تو اس کو سزا دی گئی۔ عورت کی ممتا کی تسکین کے اس اقدام کی سمجھ مجھے آج آپ خواتین کی کیفیت دیکھ کر آئی ہے کہ جرم کا کفارہ اس بچے کی موت نہیں ہے، اس کو تو زندہ رہنا ہے۔ اس پر بند باندھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ میری راے میں اختلاط مردوزن، تعلیمی اداروں میں، اور جاے ملازمت میں ہے، جو اس راہ پر چلانے میں محرک ہے۔ اس کو بھی ناگزیر حد تک محدود کرنا ہوگا اور شادی میں تاخیر کے بجاے جلد شادی کو رواج دینا ہوگا، جیسے اعلیٰ تعلیم شادی کے بعد مکمل ہوتی ہے، ایسے ہی ہر تعلیم کا حصول شادی کے بعد آسان اور ممکن بنانا ہوگا''۔

یواین لان بلڈنگ کے کانفرنس ہال سی میں 'بین المذاہب مکالمہ' کے عنوان سے ایک سیشن یوایس فیڈریشن براے مڈل ایسٹ پیس کے زیراہتمام ہوا۔ اس میں ایک یہودی، ایک عیسائی اور ایک مسلمان خاتون مقررین تھے۔ ہال میں بیٹھتے ہی انتظامیہ نے شگفتہ عمر سے رابطہ کیا کہ آپ تیسری مقررہ بن سکتی ہیں کہ ہماری مہمان مقررہ کو کچھ مسئلہ ہوگیا ہے۔ انھوں نے ہامی بھرلی۔

اشتراکِ عمل کے نکات پر توجہ دلوانے کے بعد، تینوں مقررین نے سامعین کے سوالات کے جوابات دیے۔

ایک پروگرام کا مرکزی خیال بچوں کی صنفی تعلیم کی روک تھام کی تحریک تھا۔ ان کا نعرہ تھا: ''دنیا بھر میں صنفی جذباتیت اُبھارنے والی صنفی تعلیم کو بند کیا جائے''۔ اس تعلیم میں صنف کی صحت کے بجاے، صنفی حقوق کی بات کی جاتی ہے، جو صنفی رویوں کو اُبھارنے کے طریقوں کی طرف رہنمائی دیتے ہیں، اور بچوں کو صنف کی پوجا پر لگا دیا جاتا ہے۔ اس گروپ نے ایک آن لائن رٹ کا بتایا اور وہ شرکا کو دستخط کے لیے بھی تقسیم کی گئی۔ دیگر پروگرام عورتوں کے زمین میں مالکانہ حقوق، لڑکیوں کا موقف، دیہی عورتوں کا اغوا اور فروخت کرنے وغیرہ کے بارے میں تھے، جو دو ہفتوں کے لیے مختلف ہالوں میں جاری رہے۔

انٹرنیشنل ویمن ڈے کی تقریب ۷ مارچ کے بجاے ۸ مارچ ۲۰۱۲ء کو منائی گئی۔ یونائیڈ نیشن ہیڈ کوارٹر، جو کہ نارتھ لان بلڈنگ کے طور پر معروف ہے، کے کانفرنس روم نمبر چار میں یہ خصوصی تقریب ہوئی۔ پروگرام کا آغاز ۱۰ بجے ہونا تھا مگر پونے ۱۰ بجے ہال پوارا کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ اور پروگرام کے آغاز کے بعد، آنے والوں کو جگہ نہ ہونے کا کہہ کر دربان معذرت کر رہے تھے۔ سیکرٹری جنرل یو این مسٹر بانکی مون، چیئر پرسن سیشن کمیشن آن سٹیٹس آف ویمن مارجان کامرا اور جنرل اسمبلی اقوامِ متحدہ کے نمایندے مسٹر مطلق الکہتانی نے خطاب کیا۔ جس کے بعد واک ہوئی۔ خواتین کو مخصوص پیلے رنگ کی پٹیاں دی گئیں، جو وہ لباس پر پہن کر اقوام متحدہ کی مرکزی عمارت کے ایک کونے سے چل کر دوسرے کونے تک آئیں۔

عورت کے عنوان سے دنیا میں آنے والی اور لائی جانے والی تبدیلیوں سے لاتعلق رہنا گویا معاشرتی تبدیلیوں سے لاتعلق رہنا ہے۔ حقوق اور مساوات کے سایے تلے، دیگر بہت سارے نعرے ہیں، جو بظاہر بے ضرر ہیں مگر فی نفسہٖ گہرے اثرات کے حامل ہیں۔ عورت کے حقوق و فرائض پر اعتدال اور توازن نہ ہونا، اور انسانیت کا ایک انتہا سے دوسری انتہا کی طرف جانا حقیقت ہے۔ اس کشاکش کے زیادہ اثرات خاندان کے نظام پر آنے کا احتمال ہے، اعداد و شمار اور سروے یہ تبدیلیاں دکھلا رہے ہیں۔

یہ دراصل ایک میلہ تھا، جو عورتوں نے اپنے اپنے مئوقف کی معلومات دوسروں تک پہنچانے کے لیے لگایا تھا۔ دوسروں کی راے سازی کی بالواسطہ کوششیں تھیں، اپنے ہاں کے مسائل کو اُجاگر کرنے اور بعض اوقات اپنے مفادات کے لیے بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کا موقع پیدا کیا گیا تھا۔ گروہ بندیاں تھیں، موقف تسلیم کرانے اور ہم نوائی حاصل کرنے کی کوششیں تھیں۔ پھر یہ آرا و سفارشات یو این کمیشن آن اسٹیٹس آف ویمن کے مرکزی اجلاس کا مشترکہ اعلامیے اور قرارداد شامل کرنے کی خاموش سعی تھی۔

معاہدے اور قانون کے نام پر افراد اور قوموں پر حکمرانی کرنا، آج کا ایک اہم طرزِ حکمرانی ہے۔ حکمت عملی یہ ہے کہ: پہلے افراد و اقوام کو جمع کرو۔ پھر ان کے مشاورتی فورم بناؤ۔ وہاں فیصلے ہوں۔ پھر ان فیصلوں کا نفاذ ہو اور ان کی عمل داری کا جائزہ ہو۔ اس عمل کے لیے کچھ دباؤ اور کچھ مالی ترغیبات ہوں۔ پھر عمل نہ کرنے پر کچھ پابندیاں لگ جائیں، کچھ حمایت و امداد وغیرہ سے ہاتھ اٹھا لیے جائیں، قوموں کو اجتماعیت کے نام سے مات دی جائے، تنہا کر دیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہ سب کچھ طاقتوں کے منفی جذبہ حکمرانی کی تسکین کے لیے ہو، تو نظم اور مشاورت ہونے کے باوجود، بدنیتی کی بنا پر خیر برآمد نہیں ہوتا۔ نظام موجود ہو، اس کے اندر کچھ مشاورت اور جمہوریت بھی ہو، تو اصلاح کے لیے شامل ہو کر اپنا کردار ادا کرنے اور مثبت نتائج سے کلی طور پر ناامید نہ ہونا چاہیے۔ ایک سخت فکری دفاعی نظام کے باوجود اقوامِ متحدہ کے فیصلہ سازی کے نظام میں، داخل ہونے کے کئی راستے ہیں۔ اپنی ترجیحات کے ساتھ، ان پر کام اور مؤثر کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک ایک اور دو گیارہ بن کر، منصوبہ بندی، یکسوئی کے ساتھ جان گھلانے کی ضرورت ہے اور یہ میدان بھی بہت اہم اور مؤثر ہے۔

معاشرے کی فکری اصلاح، خدمت کے ذریعے ان کے غموں کے مداوے کی کوشش کے ساتھ، ملکی سیاست میں تبدیلی قیادت کا فلسفہ رکھنے والے گروہوں کے لیے یہ بھی سوچنے کا نکتہ ہے کہ ملک میں قانون سازی، ملکی باشندوں کے لیے خیر کا باعث ہوگی تو دنیا میں، عالمی معاہدات، پوری انسانیت کے لیے نفع بخش ہوں گے۔ افراد کو مختص اور میدان کا انتخاب کرکے، کام کا آغاز کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے صبر اور مستقل مزاجی کے ساتھ کام کرنا ناگزیر ہے۔